وکیل انجم

انگریز کے دو وفادار طبقے

انیسویں صدی عیسوی نو آبادیاتی نظام کے حوالے سے بڑی اہمیت کی حامل رہی ہے جس میں مغلیہ سلطنت کا زوال' ہندوستان کی علاقائی قوتوں کی باہمی چشمک' اور ایسٹ انڈیا کمپنی کا برصغیر میں سیاسی ومعاشی عروج جیسے تاریخی واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اس عروج میں مقامی باشندوں کا بڑا حصہ تھا جنہوں نے برطانوی راج کو بقائے دوام بخشنے کے لیے دن رات کوششیں اور کلوشیں کیں اور یہی طبقہ غیر ملکی تسلط کی اساس بن کر ان کے مفادات کو تادم آخر تحفظ دیتا رہا اور اس کے عوض جہاں منہ مانگی مراعات وصول کیں' وہاں انگریزوں کے سیاسی تسلط میں بھی تھوڑا بہت حصہ وصول کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انگریزوں کے ان وفاداروں میں ان لوگوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا جو قیام پاکستان سے پہلے بڑی بڑی جاگیروں کے مالک بن گئے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جسے انگریز نے "غدر" کا نام دیا تھا' دراصل ہندوستان کی پہلی آزادی کی تحریک تھی جو فرنگی جبر اور تسلط کے خلاف لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں اہل ہندوستان نے شکست کھائی اور لال قلعہ کے برجوں پر برطانوی پرچم لہرا دیا گیا۔

اس شکست پر اہل ہندوستان کو افسوس نہیں کرنا چاہیے تھا' اس لیے کہ طاقت ور ہمیشہ کمزور پر غالب آتا رہا ہے۔ مغلیہ شہنشاہیت کا آخری برج اتنا کمزور تھا کہ لال قلعہ کو قابو میں رکھنا اس کے بس کا روگ نہ رہا تھا۔ قدم قدم پر سازشیں اور رقابتیں تھیں۔ چاروں طرف نزاع کا عالم تھا۔ جب خود دہلی کی یہ حالت ہو تو ہندوستان کو کون سنبھالتا۔ انگریز آہستہ آہستہ بڑھتے آ رہے تھے۔ وہ طاقت ور اور منظم تھے۔ آزادی کی تحریک چلی تو حریت پسندوں نے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک استعماری قوت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ شکست غیر ملکی جارحیت پسندوں کی چوکھٹ پر پہنچ ہی گئی تھی کہ اپنوں نے غداری کی۔ اس طرح انہوں نے یونین جیک کو مضبوطی سے برصغیر پر گاڑ دیا۔ اگر بعض غداروں کی کوششیں انگریزوں کے شامل حال نہ ہوتیں تو شاید ہندوستان کی تاریخ مختلف ہوتی۔

اس دعوئی میں کلام نہیں کہ جن لوگوں کے پاس بڑی بڑی زمینداریاں ہیں' وہ تمام

زمینیں انہوں نے یا ملک وقوم سے غداری کے صلہ میں حاصل کی ہیں یا ایسے روپے سے خریدی ہیں جو بہرحال شرعی حدود کے اندر کمایا ہوا نہیں تھا۔ پنجاب کی بڑی بڑی زمینداریوں کے مالک وہ ہیں جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی "وفاداری بشرط استواری" کے صلہ میں زمینیں حاصل کیں۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے لے کر انگریزی حکومت کے متزلزل ہونے تک سفید فام آقایان دہلی کی ہر لحہ خدمت کی۔ مثلاً" انہیں مشکل وقت میں رنگروٹ دیے' اسلامی ملکوں میں جاسوسی کی' قومی وقار کو پامال کیا' ملی تحریکوں میں مخبری کر کے انگریزوں کو مفید معلومات فراہم کیں اور انگریز بہادر کی خوشنودی کے لیے وہ تمام کام برضا ورغبت سر انجام دیے جن کا ملک وملت کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ ان خدمات کے صلہ میں سرکاری زمینوں کو اونے پونے خریدا۔ ۱۸۵۷ء کی بیشتر زمینداریاں مسلمان بادشاہت کے لہو سے حاصل کیے ہوئے وثیقوں پر لی گئی ہیں۔ پنجاب کا ایک بہت بڑا خاندان اگرچہ بڑا زمیندار خاندان نہیں لیکن اس کے اقتدار کی نیو لہو کے اس خط پر رکھی گئی جو جنرل نکلسن نے ان کے بزرگ کو وفاداری کے صلہ میں دیا تھا۔ جنرل نکلسن کلائیو کے ان ہم نشینوں میں سے تھا جس نے بہادر شاہ ظفر کے بچوں کا سر کاٹا اور تین دن کے بھوکے شہنشاہ کو ناشتہ کے طور پر پیش کیا۔ ایک اور بڑے نواب کی وسیع وعریض جاگیر سید احمد بریلوی علیہ الرحمہ سے دغا کا صلہ ہے۔ اس طرح ایک اور نواب یا نواب زادہ کی ریاست رہزنی کی یادگار ہے۔ ان کے پردادا علاقہ کے نامور ڈاکو تھے۔ شروع شروع میں انگریز امن قائم رکھنے میں ناکام رہے تو ان سے کہا گیا جتنی جاگیر چاہو لے لو اور امن قائم کرنے میں مدد دو تو اس طرح یہ ریاست قائم ہو گئی۔ اس لحاظ سے ایوبی مارشل لاء سے قبل لاہور کے بہت بڑے جاگیردار اور تحریک پاکستان کے مجاہد اور بائیں بازو نظریات کے رہنما میاں افتخار الدین کی جرات قابل داد ہے جس نے پارلیمنٹ میں کشادہ پیشانی سے تسلیم کیا تھا کہ اس کی زمینداریاں ان کے آباؤ اجداد کی غداری کا معاوضہ ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس آپ کسی بھی بڑے سے بڑے زمیندار کا نامہ اعمال کھول لیجئے' اس کی زمینداری قوم اور ملک سے خوفناک بغاوت کا صلہ ہے۔

انگریزوں کے وفاداروں میں پنجاب کے جاگیرداروں کا بڑا حصہ ہے۔ جنہوں نے موقع پرستی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ان میں شاہ پور کے ٹوانے' سرگودھا کے نون' بہاول پور کے نواب' لاہور کے ممدوٹ' ملتان کے قریشی' گیلانی' گردیزی' لاہور کے قزلباش'

کالا باغ کے نواب' راولپنڈی کے گکھڑ' جھنگ کے سیال' کمالیہ کے کھرل' مظفر گڑھ کے گورمانی' ڈیرہ غازی خان کے مزاری' لغاری' تونسوی' قیصرانی' دریشک' کھوسے' بزدار' لنڈ ی' سدوزئی' گورچانی' اٹک کے خان' سیال' سید بلوچ' گھیبے' پنڈی کے راجے' مغل' میر زاوے' قادیان کے مرزائی شامل ہیں۔ انہوں نے راجہ رنجیت سنگھ کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا۔ جنگ آزادی میں حریت پسندوں کے خلاف پیش پیش رہے۔ عالمی جنگوں میں انگریزوں کو مالی امداد اور افرادی قوت فراہم کرتے رہے۔ ظلم کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو دبانے میں اہم کردار ادا کیا۔ تاج برطانیہ ایڈورڈ ہفتم کے جشن تاج پوشی کے موقع پر ڈیرہ غازی خان کے رئیسوں اور سرداروں کی طرف سے ایک عرضداشت پیش کی گئی جس سے ان جاگیرداروں کی انگریزوں سے وفاداری کا ثبوت ملتا ہے جس میں آنریبل نواب سر امام بخش مزاری' کے' سی' آئی' ای (K.C.I.E) سردار بہرام خان کھوسہ' سردار در ہین خان دریشک' سردار جلب خان گورمانی' سردار محمد حسین خان بزدار' سردار نور' کھنفحان لنڈ سوری' سردار فضل علی خان قیصرانی' سردار مسو خان لنڈ ی' سید میر شاہ غیر سین' سردار تکیا خان لغاری' رئیسان میں سردار اللہ بخش خان سدوزئی' اللہ داد خان کھتران' خان مزاری' محمد خان کھلانی' سائیں گنج لال' بھائی درباری لعل' لال کنیا لعل' حکیم بالا رام' میوہ خان گورچانی' خواجہ بخش شاہ' میاں سلطان علی تنیا' امام بخش خان لمغانی' عزیز محمد خان تیانی' خان بہادر قاذ بخش خان ابدالی' سید جاگن شاہ' رحیم خان کھوسہ شامل تھے۔

عرضداشت

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بعد عرض فیض عرض باریافتگان پایہ سریر سلطانی' ظل یزدانی آیت دولت جاودانی' عدل وانصاف اور جہانبانی کے مصدر و منبع اعلیٰ حضرت شہنشاہ عالی جاہ' عالم پناہ والد بارگاہ' خدیو گیہان منصف دوران' سلیمان زمان' جمشید جہاں' جناب معلی القاب فیض ماب' معدلت انتساب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم' اللہ ان کے اقبال اور شان وشوکت کو تا ابد قائم و دائم رکھے۔

بے حد عجز وانکساری کے اظہار اور تسلیمات بے اندازہ و تعظیمات بے شمار کے بعد ہم ساکنان ضلع ڈیرہ غازی صوبہ پنجاب ملک ہندوستان یعنی بلوچی سرداران' ملازمان' رئیسان' میونسپل کمشنران اور دیگر رعایا بہ ادب و نیاز پایہ تخت

اعلیٰ حضرت شہنشاہ جہاں پناہ منبع فیوض و برکات کو بوسہ دیتے ہوئے بادشاہ سلامت کی تاج پوشی کے جشن پر پرخلوص ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ در حقیقت ہمارے لیے یہ جشن سعید ہے کہ شہنشاہ برطانیہ کلاں اور قیصر ہند کی تاج پوشی کے باعث ہم جاں نثار اور وفادار بندوں کو اس پرمسرت موقع پر بے حد خوشی اور سرور حاصل ہوا۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ہم سلطنت عظمٰی کے دوسرے ممالک میں بسنے والوں کا مقابلہ علوم وفنون کی تحصیل اور تجارت وزراعت کی ترقی میں کسی طور پر نہیں کر سکتے مگر ہم اس بات پر بجا طور پر نازاں ہیں کہ ہم برطانیہ عظمٰی کے تخت کی تابعداری اور فرمانبرداری میں ان سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ ہم بصد عقیدت واحترام حضرت ملکہ معظم مغفورہ و مرحومہ قیصرہ ہند کی ذات والا صفات کے مداح ہیں جو ہمارے لیے گنجینہ فیوض و برکات تھی۔ وہ بے شمار اوصاف حمیدہ کی حامل تھیں جنہیں حیطہ تحریر وتقریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ مختصر یہ کہ ممدوحہ مغفورہ نہ صرف عدل پرور اور کرم گستر ملکہ تھیں بلکہ ہندوستان کی رعایا کے لیے شفقت و مہربانی کے لحاظ سے بھی مادر بھی تھیں۔ اس ملک میں ولی عہدی کے زمانہ میں حضور پرنور کی تشریف آوری اب تک ہمارے لیے انتہائی مسرت وطمانیت کا باعث ہے۔ ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور انور شہنشاہ اکبر اپنے عہد حکومت میں انہی خیالات عالیہ کا اظہار فرماتے ہوئے اس دور افتادہ علاقہ کے باسیوں کو حسب معمول اپنے شاہانہ اور کریمانہ الطاف وعنایات سے نوازتے رہیں جن کے پیش نظر حضور نے اس سرزمین کو وقار بخشا تھا۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ خدائے ذوالجلال شہنشاہ با استقلال اور عالم پناہ باکمال کے اقبال اور اجلال کو ہمیشہ عروج بخشے اور سایہ ہماپایہ فیض گنجور حضرت ملکہ معظمہ کے فیوضات کا ظہور اہل جہان کی پیشانی پر تا ابد قائم ودائم رہے۔ اقبال واجلال شہنشاہ با استقلال وعالم پناہ باکمال را پیوستہ بہ عروج وارد وسایہ ہماپایہ حضور فیض گنجور حضرت ملکہ معظمہ صفالین ظہور بر مفارق عالمیان تا بقائی جہاں دائم وقائم وارد و بحرمت النون والضاد آمین یا الہ العالمین۔

یہ تو حال تھا جاگیرداروں کا' اس سے آگے بڑھیے اور دیکھیں کہ پیروں اور پیر زادوں کی جاگیریں کس بات کا صلہ ہیں؟

ایک ہی جواب ہے کہ بڑے بڑے خانقاہ نشین جو کچھ سمیٹے بیٹھے ہیں' وہ تمام تر انگریز پرستی اور انگریز نوازی کی یادگار ہے۔ آخر ان پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کی زمینداریوں کو کس اصل کی بنا پر جائز تسلیم کیا جا سکتا ہے جنہوں نے جنرل ڈائر کے قتل عام پر خاموشی اختیار کر لی۔ سر مائیکل اوڈوائیر کو سپاسنامہ پیش کیا۔ جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی فتح کی دعائیں مانگیں۔ شاہ جارج کو ظل اللہ کہا۔ مسلمان سپاہیوں کو ترکوں کے سامنے لڑائی کے لیے پیش کر دیا۔ پنجاب کے مشائخ' علماء اور سجادہ نشینوں کی طرف سے پیش کردہ دعا نامہ بطور ایڈریس پر ذرا غور کریں۔

"حضور والا!

ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان وعلماء مع متعلقین شرفائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب وانکسار" سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے' ہم خاکساران باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضور والا کو مبارک باد کہتے ہیں۔ جس عالمگیر اور خوفناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا' اس نے حضور ہی کے زمانے میں بخیر وخوبی انجام پایا اور یہ بابرکت و باحشمت سلطنت جس پر پہلے بھی سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا' اب آگے سے زیادہ مستحکم اور آگے سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے۔ واقعی برطانوی تلوار اس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دنیا کی آزادی امن وامان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سچائی کا بول بالا ہو گیا۔ حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی عنان حکومت اس زمانے میں حضور جیسے صاحب استقلال' بیدار مغز اور عالی دماغ حاکم کے مضبوط ہاتھوں میں رہی جس سے نہ صرف اندرونی امن ہی قائم رہا بلکہ حضور کی دانشمندانہ رہنمائی میں پنجاب نے اپنے ایثار ووفاداری اور جاں نثاری کا وہ ثبوت دیا جس

سے "شمشیر سلطنت" کا قابل فخر و عزت لقب پایا۔ پھر ان کا معراج صلیب احمر کی اعجاز نما دستگیری، قیام امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی سب حضور ہی کی کاوشیں ہیں اور حضور ہی ہیں جنہوں نے ہر موقع و ہر وقت پنجاب کی خدمات و حقوق پر زور دیا۔ صرف جناب والا کو ہی ہماری بہبود مطلوب نہ تھی بلکہ صلیب احمر Red Cross و تعلیم نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہمدم و ہمراز جناب لیڈی اڈوائر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ ہماری ادب سے التجا ہے کہ وہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرماویں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں جو ہمیں سلطنت برطانیہ کے طفیل ہوئیں، جب ہم ان دخانی جہازوں کو سطح سمندر پر اٹھکیلیاں کرتے دیکھتے ہیں جن کے طفیل ہمیں اس مہیب جنگ میں امن و امان حاصل رہا ہے، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر علی گڑھ و اسلامیہ کالج لاہور و پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درسگاہوں پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں تو ہمیں ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دیتے ہیں۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

باوجود فوجی قانون کے جو خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا، مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر طرح سے لحاظ رکھا گیا۔ شب برات کے موقع پر ان کو خاص رعایتیں دکھائیں۔ رمضان المبارک کے واسطے حالانکہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک محدود کیا جائے لیکن حکام سرکار نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ کے متعلق تھی اور جو ابتدائی عملداری سرکار ہی میں واگزار ہوئی تھی، اہالیان لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا جس پر متولیان مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے، سرکار سے امداد چاہی۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار نے اس کا ایسا ناجائز استعمال بند کر دیا۔ ہم تہ دل سے مشکور ہیں کہ حضور والا نے پر اس کو واگزار فرما دیا۔ سرکار نے حج

کے متعلق جو مہربانی کی ہے' ہم ان سے ناآشنا نہیں اور مشکور ہیں۔

ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں' اگر ہمیں عمر خضر بھی نصیب ہو تو بھی ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں' خونریزیاں اور بد امنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں' اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

ہوئیں بد نظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا
بجا آیا بہ استحقاق آیا بر محل آیا

ہم کو وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا جب ترکوں نے ہمارے مشورہ کے خلاف کوتاہ اندیشی سے ہمارے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے ازراہ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرمو فرق نہیں آئے گا۔ اس الطاف خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان "احسان کا بدلہ احسان کے سوا نہیں" ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ عظیم کے خاتمہ پر صلح کانفرنس میں سلطنت ترکی کی نسبت جلد فیصلہ ہو جانے والا ہے۔ ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس فیصلہ میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں بلکہ بہت سی دوسری طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے۔ شہنشاہ معظم کے وزراء جو کوششیں ترکی کے حق میں کرتے رہے ہیں' ہم ان کے واسطے ان کے بہرحال مشکور ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک خود ذمہ دار ہے۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مفروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقامات مقدسہ کا اندرونی نظم ونسق مسلمانوں کے ہی ہاتھ میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جاویں تو اس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو' ہماری

وفاداری میں سرمو فرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بے شما احسانات ہیں' ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جاں نثار رہیں گے۔

ہمیں نہایت رنج وافسوس ہے کہ ناتجربہ کار نوجوان امیر اللہ خان والئی کابل نے کسی غلط مشورہ سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرز کی خلاف ورزی کر کے خداوند تعالیٰ کے صریح حکم: واوفوا بالعهد ان العهد كان مسؤلا "یعنی وعدے کا ایفا کرو۔ ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا" کی نافرمانی کی۔ ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم افغانستان کے اس طرز عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم اہالیان پنجاب احمد شاہ کے حملوں اور نادر شاہی قتل وغارت گری کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اس نے سراسر خلاف واقعہ لکھا ہے کہ اس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدانخواستہ کسی قسم کی کوئی رکاوٹ واقع ہوئی' زور سے تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خان کا خاندان سرکار انگلشیہ ہی کی بدولت بنا اور اس کی احسان فراموشی کفران نعمت سے کم نہیں۔

ہم کو ان کوتاہ اندیش دشمنان ملک پر بھی سخت افسوس ہے جن کی سازش سے تمام ملک میں بد امنی پھیل گئی اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبہ لگایا۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ وجاہلانہ حرکات کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے۔ لا تفسدوا فی الارض "یعنی دنیا میں فساد اور بد امنی مت پیدا کرو۔" اور ان اللہ لا یحب المفسدین "یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا"

حضور والا! اگرچہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے۔

سر غم سے جھکے کیوں نہ سر دار' ہمارا
لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ

میکلگن بالقاسم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے اور جن کا حسن اخلاق رعایا نوازی میں شہرہ آفاق ہے اور جو ہمارے لیے حضور کے پورے نعم البدل ہیں' ان کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت والا میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم بمثل سابق اپنی جوش عقیدت ووفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔ حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ ہم دعاگویان جناب باری میں دعا کرتے ہیں کہ حضور بمع لیڈی صاحب و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں۔ تادیر سلامت رہیں اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

المدعیان

یہ دعا نامہ بطور ایڈریس پنجاب کے علماء' مشائخین اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں نے ۱۹۱۹ء میں اپنے دستخطوں سے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سرمائیکل اوڈوائر کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ برطانوی سامراج کا نمائندہ یہ گورنر وہی ذات شریف ہیں جن کے حکم سے بیساکھی کے موقع پر جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر نے نہتے عوام کو بلا اشتعال گولیوں کا نشانہ بنایا اور جب پنجاب کے عوام نے اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز بلند کی تو سرمائیکل اوڈوائر نے امرتسر' لاہور اور گوجرانوالہ وغیرہ میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور اس کی آڑ میں پنجاب کے عوام پر جو مظالم توڑے گئے ان پر نہ صرف پورا برصغیر سراپا احتجاج بن گیا بلکہ اس ظلم وتعدی کی بازگشت برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ایوانوں تک سنی گئی۔

(ماخوذ از "سیاست کے فرعون" مطبوعہ فیروز سنز لاہور)